گودکی ڈھال

شبینہ گل

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام



گڈی کی ڈھال

شبینہ گل

کوئی درد آشنا ملتا نہیں ہے
اگر چہ آشنا ہر سو بہت ہیں
دھلے گی اپنے دامن کی سیاہی
منور آنکھ میں آنسو بہت ہیں

فائزہ نے چار سالہ عائزہ کو امریکن اسکول میں ڈالا تھا جس کی ماہانہ فیس اور دیگر اخراجات ملا کر اس کے ماہانہ گھریلو بجٹ سے کچھ ہی کم بنتے تھے لیکن اسٹینڈرڈ بھی کوئی چیز ہے اس سے پہلے جس اسکول میں اس نے پلے گروپ کیا تھا اس کے معیار سے فائزہ مطمئن نہ تھی بقول اس کے......

"میں گھر میں اتنی محنت کر کے اسے انگلش سکھاتی ہوں اور وہاں اسکول میں ٹیچرز ایک لفظ بھی انگلش کا نہیں بولتیں نہ کوئی فیشن کی سمجھ ہے نہ ڈھنگ اس طرح کے ماحول میں میری بیٹی دبو اور کمزور سی ہوگئی ہے۔ بچے کے کانفیڈنس پر کوئی محنت نہیں، کانسپٹ سکھانے کے لیے کوئی ایکٹویٹی نہیں۔"

اس کی تقریر خاصی لمبی تھی لب لباب یہ کہ انگلش بولنا معیار ٹھہرا سو اس نے پلے گروپ کے بعد امریکن اسکول کا انتخاب کیا جہاں ایڈمیشن کے مراحل آئی ایس ایس بی سے زیادہ کڑے تھے اور جہاں اردو کی ٹیچر اردو کا مضمون بھی انگلش میں پڑھاتی تھی ویسے بھی آج کل کے دور میں خراب اردو بولنے والا ماڈرن اور خراب انگلش بولنے والا دقیانوسی سمجھا جاتا سو فائزہ بے حد طرح مرغوب ہو کر گھر لوٹی اور پھر اگلے کئی روز تک اس کی ساس اور دیور اس اسکول کی پروموشنل کمپین سے گھر بیٹھے مستفید ہوتے رہے۔

جی ہاں، فائزہ کی زبانی، دیور ہنستا رہتا اور سنتا رہتا، شوہر کو فرصت کہاں تھی جو سنتا اسی لیے فائزہ من مانی کرتی اور رہیں ساس تو انہوں نے ذرا سا ٹوکا۔

"چار دن ہوئے بچی کو اسکول جاتے اور ضرورت سے زیادہ ہی تیز کر دیا ہے بچی کو ایسے اسکول تو بچوں کی معصومیت ہی چھین لیتے ہیں بے مہار اور بے حیا بنا کر۔" ناشتے کے آخری لقمے بدمزہ ہوگئے، فائزہ بمشکل برداشت کر کے بولی۔

"اسکول کے ماحول سے کوئی فرق نہیں پڑتا، گھر میں تربیت اور ماحول اچھا ہو تو اسکول کی منفی باتیں اثر نہیں کرتیں۔ یہ بے حیائی نہیں کانفیڈنس ہے جو وہ بچی کو دے رہے ہیں، یہی آگے چل کر زندگی کی کٹھن راہوں میں اس کے کام آئے گا اور بس یہی تو ذرا سا لفظوں کا ہیر پھیر ہے، بے حیائی اور بدلحاظی کو کانفیڈنس کا نام دے کر لوگوں کے دماغوں اور سوچوں پر خوش نما رنگ برنگے کاغذ لپیٹ دو جن کے پار وہ اپنی مرضی سے دیکھ ہی نہ پائیں حتیٰ کہ تلخ تجربے کی پھوار اس گڈی کاغذ کو گلا کر دماغ اور سوچ کے روزن کھول دے تب حقیقت کے اصل رنگ نظر آئیں گے۔

ساس بھلا کیا کہتیں کہ گھر میں کون سا مولوی بٹھار کھے ہیں جو حیا کی تربیت دیں اور دین سکھائیں۔ آدھا دن تو بچی

ان ٹیچرز کے ساتھ گزارتی ہے جو اسکول کے نافذ کردہ اصولوں کے مطابق نیم عریاں ڈریسنگ کرتی ہیں اور ان ہی کی تربیت کے نتیجے میں کانفیڈنس کے نام پر عائزہ ہر آئے گئے کی گود میں چڑھ کر کس کرتی تو اپنی ننھی بچی کے گڈ مینرز پر فائزہ نہال ہو جاتی۔

❀......❀......❀

ویک اینڈ تھا' شہیر کاروباری دورے پر شہر سے باہر تھے اور اس کا دیور عباد اپنے کسی دوست کی عیادت کے لیے ہسپتال گیا ہوا تھا۔ وہ کچن میں بزی تھی اور عائزہ مسلسل اپنے فیورٹ کارٹون کی سی ڈی دلانے پر بضد تھی جو اس کی ٹیچر روز کلاس میں لگاتی تھی۔ اتنے ہائی فائی اسکول کی ٹیچر کی چوائس پر اسے ذرہ بھر بھی شک نہ تھا لیکن وہ کچن میں بری طرح مصروف تھی اور مارکیٹ جانا ممکن ہی نہ تھا جبکہ عائزہ شام کے وعدے پر کسی طور پر نہیں بہل رہی تھی۔ ایسے میں اظفر کی آمد اسے نعمت سے کم نہیں لگی' وہ اس کے دیور کا گہرا دوست تھا اور محلے میں ہی رہتا تھا۔ ان لوگوں کے گھر اس کا بہت آنا جانا تھا اس لیے عائزہ اس سے مانوس بھی تھی اور وہ بھی عائزہ سے بہت پیار کرتا تھا اسے دیکھتے ہی عائزہ بھاگ کر اس کی گود میں چڑھ گئی اور چاچو چاچو کہتی چٹاچٹ اس کے گالوں اور ماتھے پر پیار کرنے لگی۔ فائزہ ہنس پڑی البتہ اس کی ساس نے انتہائی ناگواری سے اس منظر کو برداشت کیا۔ عائزہ کو اظفر کے ساتھ سی ڈی لینے بھیج کر وہ پلٹی تو ساس کے تیوروں پر نظر پڑی۔

''فائزہ! کچھ شرم حیا کرو' لڑکی ذات ہے اسے کوئی تہذیب سکھاؤ' ایسے چٹاچٹ ہر کسی کو چومتی ہے بڑی ہونے پر بھی یہ عادت پختہ ہو جائے گی' حیا کے معنی نہ سمجھے گی۔'' اوپن کچن کے لاؤنج کے رخ بنے کاؤنٹر پر رکھی سبزیاں اٹھاتی فائزہ نے انتہائی برا منہ بنایا۔

''اوہو امی اتنی سی بچی ہے وہ اور اظفر بھی گھر کا لڑکا ہے ابھی اتنی سی بچی پر یہ سب پابندیاں لگا کر کیوں پریشان کریں۔ سمیرا کے بچوں کو دیکھا ہے کیسے ڈرپوک اور دبو سے ہیں ذرا کسی اجنبی کو دیکھا تو ماں کی گود میں منہ چھپا لیتے ہیں۔ ہماری عائزہ تو اتنی بولڈ ہے کہ اکیلے میں مہمان بھی ہینڈل کر لے۔'' اس کے غرور پر ساس دہل سی گئیں پھر بھی لہجہ مزید نرم کر کے بولیں۔

''ماں کی گود بچے کی پناہ گاہ ہوتی ہے بیٹا! اس میں منہ چھپانے والا بچہ دبو نہیں ہوتا۔ یہ اس کا اپنی ماں پر کانفیڈنس ہوتا ہے آج کل کا دور بڑا خراب ہے بچوں کی اتنی بولڈنیس بھی خطرناک ہے۔'' فائزہ ساس کا غصہ سبزیوں پر نکال رہی تھی' جب ہی بولی۔

''ماں ساری عمر میں گودی لیے نہیں رکھ سکتی' بچے میں اتنا کانفیڈنس ضرور ہونا چاہیے کہ وہ اکیلا بھی ہو تو ہر مشکل میں اپنا دفاع کر سکے۔'' ساس خاموش ہو گئیں۔

لاؤنج میں اب صرف گھڑی کی ٹک ٹک کی بازگشت تھی یا کھٹا کھٹ سبزیاں کاٹتی چھری کی کاؤنٹر سے ٹکرانے کی آواز۔ ساس کا دل ان سبزیوں کے ساتھ ہی کٹتا جا رہا تھا' ان کے لب خاموش تھے مگر دل چلا رہا تھا۔

''جس بچی کو تم صحیح غلط کی پہچان ہی نہیں کرواؤ گی وہ اکیلے میں اپنا دفاع بھی کیسے کرے گی' وہ کیسے سمجھ پائے گی کہ اس صورت حال کو صحیح سمجھ کر جھیلنا ہے یا غلط سمجھ کر رد کرنا ہے۔'' فائزہ بگڑے تیوروں کے ساتھ سبزیاں فرائی کرنا شروع کر چکی تھی اب اس کی ساس کی طرف پشت تھی وہ گہری سانس بھرتی اپنے کمرے کی طرف چل دیں۔

❀......❀......❀

اظفر' عائزہ کے روم میں کمپیوٹر میں کارٹون سی ڈی لگا کر کچھ دیر اس کے پاس بیٹھا دیکھتا رہا پھر واپس گھر چلا گیا۔ فائزہ کا کام آسان ہو گیا' اس نے سکون سے کچن کے کام ختم کیے اور کپڑے پریس کرنے لگی۔ لنچ کا ٹائم ہوا تو وہ استری چھوڑ کر کھانا لگانے کی غرض سے باہر آئی۔

کھانا لگا کر اس نے عائزہ کو آوازیں دیں لیکن وہ کارٹون میں اس بری طرح محو تھی کہ سنا ہی نہیں۔ فائزہ دائیں بائیں سر ہلاتی اس کے روم میں داخل ہوئی۔ وہ کہنیاں میز پر ٹکائے کارٹون میں غرق تھی۔ فائزہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور اسی پل اس کی نظر اسکرین پر چلتے منظر پر پڑی' اس کی مسکراہٹ سکڑ گئی۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا' اس کی پلک جھپکنے سے انکاری ہو گئی۔ اس کی امریکن اسکول کی ماڈرن ٹیچر کی کارٹون سلیکشن پر اسے کبھی بھی شبہ نہ ہوتا لیکن یہ جو منظر کے سامنے تھا۔ اس کی موجودگی میں تو وہ شہیر کے زیادہ قریب بیٹھتی بھی نہ تھی اور اس کی بیٹی روز اسکول میں ایسے اخلاق باختہ کارٹونز دیکھ رہی تھی اسے لگا وہ خلا میں معلق ہو گئی ہو' اس کے ہاتھ پیر سن ہو گئے۔ اسی پل عائزہ نے مڑ کر دیکھا شاید اس کی

حسیات نے کسی کی موجودگی کا سگنل دیا تھا۔

"ممی......" اس کی کانفیڈنٹ بیٹی کے چار سالہ معصوم چہرے پر چالیس سالہ عورت کی سی پختگی تھی یا اسے ایسا لگا۔ وہ تڑپ کر آگے بڑھی' جھپٹ کر ماؤس ہلایا اور ویڈیو بند کی۔ ہاتھ بٹن پر مار کر سی ڈی روم سے سی ڈی نکالی اور اس کے دس ٹکڑے کرکے کارپٹ پر پٹخ دیئے' عائزہ ہراساں ہوئی لیکن چپ رہی۔

"یہ سب دیکھتی ہو تم اسکول میں؟" اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے اس کی مخاطب بیٹی چوبیس برس کی میچور لڑکی ہو اب پردہ بھی کیا رہ گیا تھا۔

"یس ممی!" اس نے دھیرے سے کہا تو تردید کی آس لیے وہ اندر تک ٹوٹ گئی۔ باہر ڈرائنگ ٹیبل پر بیٹھی ساس کو کیا منہ دکھاتی' مضمحل چہرے کی کیا توجیہہ دیتی۔ اسے زیادہ فکر تو اب بھی اپنا انا کی تھی' بمشکل تمام خود کو کمپوز کرتی وہ عائزہ کو لیے ٹیبل تک آئی۔ عائزہ الجھی ہوئی تھی لیکن وہ معصوم حقیقتیں کیا جانے سو کھانا کھاتی رہی۔ آج اس کی الجھی بکھری ممی کو انگلش ٹیبل مینرز دہرا کر اسے یاددہانی کرانا بھی بھولا ہوا تھا۔ ساس نوٹ کررہی تھیں مگر خاموشی بہترین حل ہوتا ہے ہر مسئلے کا۔ اس عمر میں آ کر بلآخر انسان یہ بات سمجھ ہی جاتا ہے۔

فائزہ محض پلیٹ میں چمچ گھما کر ساس کے کھانا ختم کرنے کا انتظار کرتی رہی اور پھر سب کچھ سمیٹ کر کمرے میں بند ہوگئی۔ شہیر کے واپس آنے سے پہلے اسے خود کو نارمل کرنے کے ساتھ ساتھ کل کا لائحہ عمل بھی طے کرنا تھا کہ وہ عائزہ کے اسکول جا کر کس طرح بات کرے گی لیکن کئی گھنٹوں کی پلاننگ کے باوجود اس کی بات سن کر عائزہ کی سلیولیس ٹاپ اور ٹائٹس پہنی ماڈرن سی ٹیچر نے زوردار قہقہہ لگایا تو وہ ہونق ہوگئی۔

"آپ کس دنیا میں رہتی ہیں مسز شہیر! یہ سب ہم ان ہی بچوں کی ڈیمانڈ پر لگاتے ہیں' بچے گھروں میں والدین کے بیڈ رومز اور پھر کیبل پر اس کارٹون کی حدوں سے بہت آگے کی چیزیں دیکھ لیتے ہیں۔ یہ گھر کے ماحول کی بات ہے اس میں ہمارا کوئی رول نہیں' آج کا بچہ آپ کی سوچ سے زیادہ بولڈ ہے پھر بھی میں ٹرائی کروں گی کہ اس کارٹون کو اوائڈ کرسکوں ویسے بچوں کو جتنے بھی کارٹونز پسند ہیں وہ بھی اس قسم کے ہیں آج کل تو ٹام اینڈ جیری بھی کلین اینڈ پیور نہیں رہا۔" عائزہ کی ٹیچر فراٹے سے انگلش میں اسے مہذب الفاظ سے لتاڑتی رہی اور

وہ سنتی رہی۔
امراء وزراء کے بچوں کے ساتھ اس امریکن اسکول میں اپنی بچی کو پڑھتا دیکھنے کی بے وقوفانہ خواہش الگ بات لیکن یہ سب کرکے بھی وہ اپنی اور ان کی اقدار میں حائل وسیع وعریض خلیج کو چاہ کر بھی پاٹ نہ سکتی تھی۔ اتنی حیا تو اس میں باقی تھی بس ذرا نادان تھی' ماڈرن ازم کی تقلید میں پاگل تھی۔ سطحی سوچ کی حامل جذباتی سی عورت تھی' چمکتی چیز کو سونے کی بجائے ہیرا سمجھ کر اپنے ہاتھ کٹوانے چلی تھی لیکن مسئلہ تو یہ تھا کہ یہ سب قبول کرکے وہ اپنی ناک نیچی ہونا کیسے برداشت کرے۔

❀......❀......❀

موسم بدلا تو عائزہ کو شدید فلو نے جکڑ لیا' اس کی ناک اس قدر تیزی سے بہہ رہی تھی کہ فائزہ نے ٹھنڈ میں اسکول بھیج کر مزید بیمار کروانے سے چھٹی کروانا بہتر سمجھا۔ چھٹی لینے کے مراحل سے گزرنے کے لیے اس نے شہیر کو بھیج دیا۔ وہ وہیں سے آفس کے لیے نکل گئے ان کا بزنس اس قدر پھیلا ہوا تھا کہ وہ گھر کو کم ہی توجہ دے پاتے تھے اور فائزہ ٹھہری سطحی سی مادہ پرست عورت' اس کے ہاتھ میں اختیار تھا اور پیسہ بھی۔ ڈرائیونگ جانتی تھی سو شوہر کی مصروفیات سے اسے کوئی خاص فرق نہ پڑتا تھا وہ اپنے لیے ہزار مشاغل ڈھونڈ لیتی تھی۔
کوکنگ کے معاملے میں اس کی ساس کی سختی سے تاکید تھی کہ نوکروں سے نہیں کروانی اور کچھ اسے کوکنگ کا شوق بھی تھا سو یہ کام وہ کرلیتی تھی باقی وہ تمام ذمہ داریوں سے آزاد تھی حتیٰ کہ نوکروں سے کام بھی ساس لیتی تھیں۔ عباد اسٹڈیز میں مصروف رہتا تھا سو گروسری اسے خود کرنا پڑتی تھی۔ یہ کام بھی چونکہ ایک طرح کی تفریح ہی تھا سو وہ بخوبی سرانجام دیتی تھی۔
یہ محض تین چار دن بعد کی بات ہے جب فلو کی وجہ سے اس نے عائزہ کو چھٹی کروائی تھی۔ ساس لانڈری میں تھیں جو گھر کے پچھلے حصے میں واقع تھی وہاں وہ نوکرانی کے سر پر کھڑی کپڑے دھلوا رہی تھیں۔ عائزہ کو کمرے میں لٹا کر وہ گروسری کے لیے نکل رہی تھی جب اظفر آیا۔ وہ عباد سے چند سال بڑا تھا سو تعلیم مکمل کرکے اب جاب تلاش کررہا تھا۔ اسے جاتا دیکھ کر وہ مسکراتا ہوا پاس آیا اور خوش دلی سے سلام کیا' وہ بھی جواب دے کر مسکرائی۔
''اظفر تھوڑی دیر عائزہ کے پاس بیٹھ جاؤ' میں بس آدھے گھنٹے میں آتی ہوں' اس کی طبیعت ٹھیک نہیں اور امی لانڈری میں بزی ہیں پلیز اظفر......!''
''ارے بھابی اٹس اوکے میں دیکھ لیتا ہوں عائزہ کو۔'' وہ خوش اخلاقی سے کہتا اندر چل دیا تو فائزہ قدرے پرسکون ہوکر گاڑی لیے نکل گئی۔ وہ مین روڈ تک ہی پہنچی تھی کہ یکایک اسے یاد آیا ساس نے بھی اپنے کچھ سامان کی لسٹ دی تھی وہ سر پر ہاتھ مار کر رہ گئی۔
''شکر ہے زیادہ دور نہیں آئی تھی۔'' اس نے خود کلامی کرتے ہوئے یوٹرن لیا۔ ساس کا سامان دوسری مارکیٹ سے لینا تھا اس میں وقت لگ جاتا سو اس نے سوچا عائزہ کو ساتھ ہی لے لیتی ہوں۔
''ویسے بھی اب دھوپ نکل آئی ہے وہ بہتر محسوس کرے گی۔'' یہی سوچتے ہوئے وہ گھر تک آئی اور گاڑی باہر ہی چھوڑ کر گھر کے اندر آگئی۔
عائزہ کے روم سے نرسری رائمز کی آواز آرہی تھی جو عباد نے اس کے لیے کمپیوٹر میں ڈاؤن لوڈ کی تھیں' وہ مسکرادی۔ یہ یقیناً اظفر نے اسے بہلانے کے لیے لگائی ہوں گی' اپنی روم سے ساس کی دی ہوئی لسٹ اٹھا کر اس نے عائزہ کے روم کا دروازہ کھولا اور...... اور دنیا اس کے آگے گول گول گھوم گئی۔ آسمان بگولے بنتا محسوس ہوا' زمین شق ہوتی محسوس ہوئی۔ اسے لگا کسی نے اس کے دل کے وسط میں چیرا لگا کر دونوں ہاتھوں سے کھینچ کر پھاڑ دیا ہو۔
اظفر کی گود میں بیٹھی اس کی بولڈ کانفیڈنٹ چار سالہ بیٹی کا چہرہ مردے جیسا سفید تھا اور آنکھیں دہشت سے پھٹی پڑ رہی تھیں اسے دیکھ کر اظفر اچھل کر کھڑا ہوا۔ عائزہ لڑکھڑا کر کارپٹ پر گر پڑی' فائزہ میں اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ وہ آگے بڑھ کر اظفر کو ایک تھپڑ ہی رسید کردیتی۔ وہ موقع غنیمت جان کر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اور تھپڑ تو فائزہ کے منہ پر پڑا تھا' کانفیڈنس اور بولڈنیس کا......

بیٹی بیٹی ہوتی ہے بچی نہیں ہوتی
عورت ہوتی ہے ننھی نہیں ہوتی
کم عمر نہیں ہوتی...... عزت دار ہوتی ہے

ہم یہ کیوں سمجھ لیتے ہیں کہ کم عمر بچی کی عزت کوئی اہمیت نہیں رکھتی اس کے لیے شرم وحیا کے کوئی اسٹینڈرڈ بچپن میں مقرر کرنے ضروری نہیں ہوتے۔ ہم یہ کیوں سوچ لیتے ہیں کہ بچی چھوٹی ہے تو کسی کی بھی گود میں چڑھ کر التفات ظاہر کرنے

فرحت اشرف جٹ

کیسی ہو سسٹرز (آہم آہم) مجھے ویلکم بولیے!

جی مجھے کہتے ہیں فرحت اشرف جٹ۔ بھائی اصغر علی گھمن مجھے فرو کہتے ہیں۔ جٹ گھمن ہماری کاسٹ ہے میں قصبہ سید والا ضلع ننکانہ صاحب میں رہتی ہوں 5 فروری کو تمام رعنائیوں سمیت جلوہ افروز ہوئی تو گویا دنیا سج گئی ہم تین سسٹرز اور ایک بھائی ہے بڑی دونوں سسٹرز میرڈ ہیں۔ بھائی عدیل اشرف گھمن ٹو کلاس کا اسٹوڈنٹ ہے۔ بہت شرارتی ہے یہ اور بات ہے کہ میری کبھی اس کے ساتھ بنی نہیں بڑی آپی مسز اصغر کے تین بچے ہیں دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے اسد اصغر گھمن، عبدالصمد اصغر گھمن اور علیشاء اصغر جٹ۔ عبدالصمد میں تو میری جان ہے۔ میں بی اے کی اسٹوڈنٹ ہوں۔ ہر انسان کی طرح میں بھی خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہوں۔ خوبی یہ ہے کہ بہت حساس دل ہوں کسی کا دکھ برداشت نہیں کر سکتی فرینڈلی ہوں۔ خامی یہ ہے کے ہر کسی پر بہت جلد بھروسہ کر لیتی ہوں اور ذات پرست بھی ہوں۔ اب آتے ہیں پسند اور ناپسند کی طرف۔ سردیوں کی بارش اور دسمبر کی راتوں کو آئس کریم کھانے کا مزا ہی کچھ اور ہے۔ بہت شوق سے کھاتی ہوں۔ رات کی خاموشی اور پورے چاند کی روشنی اٹریکٹ کرتی ہے۔ سادہ اور نفیس لوگ پسند ہے، بناوٹی قسم کے شو آف کرنے والوں کے درمیان طبیعت اکتانے لگتی ہے، کھانے میں مجھے بریانی، فرائیڈ رائس، شیر خورما بے حد پسند ہے۔ کوکنگ کرنا بے حد پسند ہے نئی نئی ڈش بنانا اچھا لگتا ہے۔ ڈریسنگ میں جینز کے ساتھ لانگ فراک، شرارہ قمیض، سادہ شلوار قمیص شوق سے پہنتی ہوں۔ ہائی ہیل سینڈل پسند ہیں رنگوں میں مجھے اسکائی بلیو اور بلیک اچھے لگتے ہیں جیولری میں مجھے ایئرنگز اور گولڈ کی چین اچھی لگتی ہے کانچ کی چوڑیاں بھی پسند ہے۔ کاسمیٹک میں لپ اسٹک اور کاجل پسند ہے لمبے بال بہت پسند ہیں اور میرے بال لمبے اور خوب صورت ہیں۔ میری فیورٹ ٹیچرز مس تنویر، مس یاسمین اور مس نازیہ بانو ہیں۔ شاعری میں وصی شاہ اور مرزا غالب فیورٹ ہیں۔ گلوکار عاطف اسلم، راحت فتح علی خان اور ہمیش ریشمیا پسند ہیں۔ تاریخی مقامات کی سیر کرنے کا بہت شوق ہے۔ فرینڈز سرکل بہت وسیع ہے۔ بشریٰ بیسٹ فرینڈ ہے۔ اور معاملات کا ذکر صرف اللہ سے کرتی ہوں اور اللہ سے اپنے تعلق بہتر رکھنے کی کوشش کرتی ہوں۔ اور آخر میں ایک بات گرلز! ان عیبوں سے دور رہو جو تمہیں بدکرداری کا تحفہ دے کر زمانے میں رسوا کر دیتے ہے۔ ایسے محبت نما دھوکوں سے خود کو دور رکھو کہ تم اپنے گھر کی چار دیواری کی ہی نہیں اس وطن کی بھی عزت ہو۔ مجھ سے ملنا کیسا لگا؟ اگر دل چاہے تو ضرور بتائیے گا۔ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں تو مجھے بھی شامل دعا کر لیجیے گا۔ خدا حافظ

لگ جائے۔ بچی تو کم عمر ہے معصوم ہے لیکن ہوس پرستوں کا نہ کوئی دین ہوتا ہے نہ ہی احساس۔ بچیوں کو بے مہار چھوڑنا ایسا ہی ہے جیسا کھلے آسمان تلے گوشت رکھ کر توقع کرنا کہ چیل، کوا یا بلی منہ نہیں مارے گی۔

آج اسے ساس کی بہت سی باتیں اور دبے لفظوں میں ٹوکنا یاد آ رہا تھا۔ آج...... اتنا بڑا نقصان اٹھانے کے بعد وہ جو بچی کے کانفیڈنس اور بولڈنیس کے لیے ہلکان ہوئی پھرتی تھی اب اس کی نفسیاتی بربادی اور جسمانی و روحانی پامالی کا سوچ سوچ کے پاگل ہو رہی تھی۔

❀......❀......❀

اس کی ساس نے اندر آتے ہوئے اظفر کو حواس باختہ سا بھاگتے ہوئے دیکھا پھر لاؤنج سے گزر کر اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے عائزہ کے بند کمرے کے اندر سے ماں بیٹی کے بلکنے کی آوازیں باہر آتی سنی تھیں ان کا دل پھٹنے لگا وہ بھانپ گئیں۔ وہ پتھر دل نہیں تھیں لیکن یہ وقت کسی بھی نصیحت کا نہیں تھا اس وقت اسے اکیلا چھوڑ کر کتھارسس کا موقع دینا اہم تھا۔ وہ کمرے میں چلی گئیں اور جائے نماز بچھا کر نفل کی نیت باندھ لی پھر تڑپ کر روئیں، گڑگڑا کر اپنے گھر کی سلامتی کی دعا مانگی۔

آنے والے دنوں میں انہوں نے فائزہ میں واضح بدلاؤ دیکھا کتنے دن دونوں ایک دوسرے سے کترائی کترائی پھریں پھر ایک روز انہوں نے فائزہ کو جائے نماز پر سر جھکائے زار و قطار روتے پایا تو ان سے رہا نہ گیا۔ وہ اس کے پاس جا کر بیٹھ گئیں اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو اس نے چونک کے سر اٹھایا اور ساس کو دیکھ کر ضبط کے بندھن پھر سے بکھر گئے۔ کتنی دیر دونوں ایک دوسرے کے گلے لگی روتی رہیں پھر انہوں نے ہی

اس کے آنسو پونچھے اور دونوں ہاتھ تھام کر بولیں۔
''عائزہ کو تمہاری ضرورت ہے بیٹا! تم اپنے غم میں اسے فراموش کر رہی ہو جبکہ اصل غم تو اس کا ہے۔'' ان کے دھیمے انداز پر فائزہ کے دل کو قرار سا آ گیا پھر بچی کا سوچ کے تڑپ کر ساس کو دیکھا تو انہوں نے اپنی بات جاری رکھی۔
''اپنی بیٹی کو اپنی ایسی دوست بناؤ جو تمہاری گود میں پناہ لے کر تمہیں اپنے دل کی ہر بات بتانے میں اور ہمہ وقت تمہارے قریب رہنے میں خود کو محفوظ جانے۔ تمہاری گود اس کی ڈھال بنے اسے ایسا کانفیڈنس مت دو کہ وہ تمہارے بغیر جینا بچپن میں ہی سیکھ جائے کیونکہ ابھی اسے صحیح غلط کی تمیز نہیں اور اسے یہ تمیز سکھائے بنا خود سے الگ مت کرنا بیٹی' ماں اور بیٹی کو ایک ذات ہونا چاہیے' دو الگ ذات نہیں۔''
آج مادہ پرستی اور مغربی تقلید کی عینک ٹوٹی تو حقیقی تجربات کے نچوڑ پر اسے اعتبار آنے لگا۔ اس کے رکے آنسو پھر بہہ نکلے تو اماں نے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھ لیا۔ وہ اسے رونے دینا چاہتی تھیں تاکہ ان آنسوؤں میں اس کی ساری کثیف سوچیں بہہ جائیں اور اس کے بعد نکھرے ستھرے دماغ میں ستھری سوچیں اور مثبت عزائم کا حوصلہ بیدار ہونے لگے۔ فائزہ ہٹ دھرم نہیں تھی' جذباتی اور بے وقوف تھی اور جذبات کا ریلا بہہ جانے کے لیے ہی ہوتا ہے اسے بہنے دینا چاہیے تاکہ عقل و دانش کو جگہ مل سکے۔

❀.......❀.......❀

''پیارے اللہ جی! نماز سکھادیں' مجھے نماز نہیں آتی۔ جیسے دادی نماز میں بہت سارا رو رو کر آپ سے دعا کرتی ہیں ایسے میں نے بھی کرنی ہے۔ اللہ جی میری ممی ہر وقت روتی ہیں بس ان کو چپ کرادیں اور اظفر چاچو بہت گندے ہیں۔ اللہ جی مجھے بہت رونا آتا ہے مجھے بھی چپ کرادیں میری ممی مجھے چپ نہیں کرواتیں' اللہ جی میرا اسکول چینج کروادیں یہ بالکل بھی اچھا نہیں یہاں پر آیا جی بھی اظفر چاچو جیسی ہوتی ہیں اور وہ میرے چاچو نہیں سوری اللہ جی...... میرے عباد چاچو تو بہت نائس ہیں۔'' وہ بہت دیر سے کمرے میں بند تھی تو فائزہ اسے بہلانے کے لیے آئی تھی تاکہ اسے باہر لے جا کر تھوڑا انجوائے کرا سکے۔ اس کی ننھی گڑیا کارپٹ پر اس کا دوپٹہ بچھائے اسکارف سر پر لپیٹے زار و قطار رو رو کر اپنے پیارے اللہ جی سے جو فریادیں کر رہی تھی وہ اسے سن کر دہلیز میں گڑ کر رہ گئی۔ بہت مشکلوں سے خشک کیے آنسو پھر بہہ نکلے۔ وہ تڑپ کر آگے بڑھی اور کارپٹ پر بیٹھ کر اپنی ننھی منی سی عائزہ کو بھینچ لیا اور تڑپ تڑپ کر رو دی۔
''میری بیٹی نے نماز سیکھنی ہے' میں اپنی بیٹی کو سکھاؤں گی۔'' وہ ہذیانی انداز میں اسے چومے جا رہی تھی۔
''میری بیٹی دعا مانگے گی نا' میں اپنی بیٹی کو دعا کرنا سکھاؤں گی۔'' اس نے عائزہ کے بالوں کو چوما پھر گالوں کو۔
''میری بیٹی کا اسکول گندا ہے میں اسکول چینج کروادوں گی' جیسا میری بیٹی کہے گی میں بالکل ویسا کروں گی۔ میں اپنی بیٹی کو وضو کرنا سکھاؤں گی' نماز سکھاؤں گی' دعا مانگنا سکھاؤں گی۔ میری بیٹی دنیا کی سب سے پیاری بچی ہے اسے میں اللہ جی کی سب سے پیاری بندی بناؤں گی' ٹھیک ہے نا عائزہ!'' اس کے الفاظ بے ربط تھے سانس پھول رہی تھی' عائزہ نے روتے روتے معصومیت سے اثبات میں سر ہلایا۔
''آؤ ہم وضو کریں' ممی اپنی عائزہ کے ساتھ مل کر نماز پڑھیں گی۔''
پہلے اس نے خود وضو کر کے عائزہ کو دکھایا پھر اسے وضو کروایا' پھر جائے نماز بچھا کر اسے ساتھ کھڑا کیا اور اسے نماز پڑھوانے لگی۔ ان دونوں کو یوں مگن دیکھ کر اس کی ساس کے بھی آنسو بہہ نکلے۔ انہوں نے بھی وضو کیا اور اپنی جائے نماز لا کر عائزہ کے برابر بچھادی' فائزہ اور عائزہ نے بیک وقت ان کی طرف دیکھا اور تینوں کھل کر مسکرادیں۔
''بے شک دلوں کا سکون اللہ کے ذکر ہی میں ہے۔''